جدید قمار بازی اور فقہ:

مروّجہ قرعہ اندازی اوراس کی فقہی تحقیق

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعت اپیلٹ بنچ میں یہ مقدمہ زیر بحث آیا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے اور دفعہ ۲۹۴۔بی کس حد تک اسلام کے مطابق یا مخالف ہیں۔ان دفعات کی رو سے سرکاری "لاٹری" کو جائز قرار دیا گیا ہے اس مسئلہ پر جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا لکھا ہوا شرعی تحقیق پر تفصیلی فیصلہ پیش خدمت ہے......ادارہ

میں نے اس مقدمے میں برادرِ محترم جناب جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب کے مجوزہ فیصلے کا مطالعہ کیا، میں اس میں بیان کردہ نتائج سے بڑی حد تک متفق ہوں، البتہ چونکہ فاضل فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ بعض ترمیمات کا محتاج ہے۔اس لیے زیر بحث مسئلے سے متعلق چند بنیادی امور کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔ اس مقدمے میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے اور دفعہ ۲۹۴۔بی کس حد تک قرآن وسنت کے احکام کے مطابق یا منافی ہیں؟ دفعہ ۲۹۴۔اے میں لاٹری جاری کرنے کے لیے کوئی دفتر کھولنے کو جرم قرار دے کر اس کے مرتکب کو چھ ماہ قید یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی مذکورہ دفعہ میں سرکار کی طرف سے جاری کردہ لاٹری کو جرم ہونے سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، اور جس لاٹری کی صوبائی حکومت نے اجازت دیدی ہو اس کو بھی جرم قرار نہیں دیا گیا۔دوسری طرف دفعہ ۲۹۴۔بی کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی تجارت یا کاروبار کے فروغ، یا کسی خاص چیز کی خریداری کو فروغ دینے کے لیے انعامی ٹکٹ یا کوپن وغیرہ جاری کرنا، اور ان کی بنیاد پر انعامات تقسیم کرنا جرم ہے، اور اسکی سزا بھی چھ ماہ قید اور جرمانے کی شکل میں ہوسکتی ہے۔

۲۔ فاضل فیڈرل شریعت کورٹ نے مسئول شیخ مشتاق علی ایڈوکیٹ کی درخواست پر دفعہ ۲۹۴۔اے کا، اور خود اپنی تحریک (Suo Mot) دفعہ ۲۹۴۔بی کا جائزہ لیا، اور یہ قرار دیا کہ ان دونوں دفعات میں قرآن وسنت کے احکام کو مدنظر نہیں رکھا گیا، اور اس طرح بعض حرام چیزوں کی اجازت دیدی گئی ہے، اور بعض جائز چیزوں کو جرم قرار دیدیا گیا ہے۔فاضل فیڈرل شریعت کورٹ کا کہنا ہے کہ جو لاٹریاں قمار کی تعریف میں داخل ہیں، وہ صرف عوام کے لیے نہیں بلکہ حکومت اور حکومت کے اجازت یافتہ افراد کے لیے بھی ممنوع ہونی چاہئیں۔اور جو لاٹریاں جائز ہیں ان کو جرم قرار نہیں دینا چاہیے۔

۳۔ رہا یہ سوال کہ کونسی لاٹریاں قمار میں داخل ہونے کے سبب شرعاً حرام ہیں، اور کونسی لاٹریاں شرعاً جائز ہیں۔اس مسئلے کو فاضل فیڈرل شریعت کورٹ نے بہت سی مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن "قمار" کی کوئی جامع ومانع تعریف نہیں بتائی۔جس

کی بنیاد پر بہ آسانی یہ طے کیا جاسکے کہ کونسی صورت قمار میں داخل اور کونسی صورت قمار سے خارج ہے؟

۴۔ ہمارے نزدیک زیر نظر مقدمے کا صحیح اور مبنی بر انصاف تصفیہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک " قمار " کی حقیقت پوری طرح واضح نہ ہو۔

عربی زبان میں " قمار " اور " میسر " ہم معنی لفظ ہیں، جن کا ترجمہ اردو میں " جوئے " اور انگریزی میں (Wagering Gambling) کیا جاتا ہے، قرآن کریم کی جن آیتوں میں " قمار " کو ناجائز یا حرام قرار دیا، وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس و اثمهما اکبر من نفعهما. (سورۃ البقرہ:۲۱۹)

ترجمہ:۔لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں ہیں اور لوگوں کو کچھ فائدے بھی ہیں۔اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔ (سورۃ البقرۃ : ۲۱۹)

اور سورۃ مائدہ میں ارشاد ہے۔**یا یهاالذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن ط فاجتنبوه لعلکم تفلحون.**

ترجمہ:۔اے ایمان والو! بلاشبہ شراب، جوا، بت اور جوئے کے تیر، یہ سب گندی باتیں شیطان کے کام ہیں، پس ان سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرو تاکہ تم کو فلاح ہو۔ (سورۃ المائدہ: ۹۰)

ان دونوں آیتوں میں جوئے کے لیے لفظ " میسر " استعمال کیا گیا ہے، جو " قمار " کے ہم معنی ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: المیسر: القمار " (یعنی میسر قمار کو کہتے ہیں)

۵۔ اس کے علاوہ محمد بن سیرین، مجاہد، سعید بن المسیب، سعید بن جبیر، قتادہ، حسن بصری، طاوس، عطاء بن ابی رباح اور سدی اور ضحاک نے بھی " میسر " اور " قمار " ہم معنی قرار دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے قمار سے اجتناب کی اس درجہ تاکید فرمائی کہ نہ صرف قمار کا معاملہ کرنا حرام قرار دیا، بلکہ قمار کا محض ارادہ ظاہر کرنے کو بھی گناہ قرار دیا، اور اگر کوئی شخص دوسرے کو قمار کی دعوت دے تو اس کو حکم دیا کہ اپنے اس گناہ کے کفارے کے طور پر صدقہ کرے، چنانچہ صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:۔**من قال : تعال اقا مرک فلیتصدق.**

ترجمہ:۔جو شخص دوسرے سے کہے کہ آؤ، میں تمھارے ساتھ قمار کروں تو اسے چاہیے کہ کچھ صدقہ دے۔

۶۔ قمار کی حقیقت اہل عرب میں اتنی معروف و مشہور تھی کہ ہر شخص اسکا مطلب سمجھتا تھا، اور ہر ایسے معاملے کو " قمار " کہا جاتا تھا جس میں کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر کوئی رقم اس طرح داؤ پر لگادی گئی ہو کہ یا تو وہ اس رقم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا، یا اسے اتنی ہی یا اس سے زیادہ رقم بغیر کسی معاوضے کے مل جائے گی۔اسی کو عرب میں " مخاطرہ " (دو فریقوں کا اپنے اپنے مال کو داؤ پر لگا دینا) بھی کہا جاتا ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سورۃ بقرہ کی مذکورہ بالا آیت میں " میسر " کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

المیسر: القمار، کان الرجل فی الجاھلیة یخاطر علیٰ اھله وماله، فایھما قمر صاحبه ذھب با ھله وماله.

ترجمہ:۔ "میسر" قمار کو کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کسی دوسرے کے ساتھ اپنے مال اور اپنے گھر والوں کو داؤ پر لٹا دیتا تھا۔ پھر ان دونوں میں سے جو شخص دوسرے کو قمار میں ہرا دیتا۔ وہ اس کے گھر والوں اور اس کے مال کو لے جاتا تھا۔ (تفسیر ابن جریر ص ۳۵۸ ج ۲)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جاہلیت کے قمار میں صرف مال ہی کا سودا نہیں ہوتا تھا بلکہ بعض اوقات لوگ اپنی بیویوں کو بھی داؤ پر لگا دیتے تھے۔ اسی جوئے کی ایک قسم وہ تھی جسے سورۃ مائدہ میں "جوئے کے تیر" فرمایا گیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایک اونٹ ذبح کر کے اس کے مختلف چھوٹے بڑے حصے کر لیتے تھے، ہر حصے کا ایک نام رکھ کر وہ نام ایک تیر پر لکھ دیا جاتا تھا۔ یہ سارے تیر جمع کر کے ان میں کچھ تیر خالی ملا دیئے جاتے تھے۔ جن کو کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اب یہ سارے تیر آپس میں ملا کر شرکاء میں سے ایک ایک کے نام پر ایک تیر اٹھایا جاتا، جس شخص کے نام جو تیر آتا، اس پر لکھا ہوا حصہ اسے مل جاتا، اور جس شخص کے نام پر خالی تیر آتا، اسے نہ صرف یہ کہ اونٹ میں سے کوئی حصہ نہ ملتا، بلکہ پورے اونٹ کی قیمت بھی اسی کو ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس عمل کو عربی زبان میں **"استقسام با لا زلام"** کہتے تھے، اور قرآن کریم نے کئی آیتوں میں اس کو حرام قرار دیا ہے۔

اسی طرح گھڑ دوڑ میں بھی جوئے کا رواج تھا۔ دو آدمی گھوڑوں کی ریس لگاتے، اور آپس میں یہ طے کرتے کہ دونوں میں سے جو شخص ریس میں ہار جائے گا، وہ جیتنے والے کو اتنی رقم ادا کرے گا۔ اس کو بھی آنحضرت ﷺ نے قمار میں داخل قرار دیا، اور اس کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ (**ملاحظہ ھو: سنن ابو داؤد، کتاب الجھاد، باب فی المحلل**)

۸۔ مختلف کھیلوں پر ہار جیت کی صورت میں بھی قمار کا رواج اہل عرب میں موجود تھا۔ اور قمار کی ان صورتوں کو قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیتوں نے حرام قرار دیا۔

۹۔ قمار کی ان مختلف صورتوں اور اس کی مشہور و معروف حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ تو آج تک امت مسلمہ میں قمار کی حرمت کے بارے میں کوئی اختلاف پیدا ہوا، اور نہ اس کی حقیقت کے بارے میں کوئی اشتباہ پیدا ہوا، البتہ اس کی حقیقت کو الفاظ میں بیان کرنے کے لیے فقہاء کرام نے مختلف تعریفات ذکر فرمائی ہیں، عام طور سے قمار کی جو تعریف فقہاء کے درمیان مشہور و معروف ہے وہ یہ ہے

"تعلیق التملیک با الخطر و المال من الجانبین"

اردو میں اس تعریف کو سب سے زیادہ واضح الفاظ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر **"معارف القرآن"** میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:۔

" قمار کی تعریف یہ ہے کہ جس معاملے میں کسی مال کا مالک بنانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا جائے جس کے وجود و عدم کی دونوں جانبیں مساوی ہوں، اور اسی بناء پر نفع خالص یا تاوان خالص برداشت کرنے کی دونوں جانبیں بھی برابر ہوں۔

(شامی ص ۳۵۵ ج ۵، کتاب الحظر والا باحه).

مثلاً یہ بھی احتمال ہے کہ زید پر تاوان پڑ جائے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ عمر پر تاوان پڑ جائے، اسکی جتنی قسمیں اور صورتیں پہلے زمانے میں رائج تھیں، یا آج رائج ہیں، یا آئندہ پیدا ہوں، وہ سب میسر اور قمار اور جوا کہلائے گا"۔(معارف القرآن ص ۵۴۳ ج ۱، البقرۃ ۲:۲۱۸)

۱۰۔ قمار کی ان تمام صورتوں اور تعریفات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قمار کے لازمی عناصر (Necessay Ingredients) مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) قمار دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے درمیان ایک معاملہ (Transaction) ہوتا ہے۔

(۲) اس معاملے میں کسی دوسرے کا مال حاصل کرنے کی غرض سے اپنا کچھ مال داؤ پر لگایا جاتا ہے۔

(۳) قمار میں دوسرے کا جو مال حاصل کرنا منظور ہو، اس کا حصول کسی ایسے غیر یقینی اور غیر اختیاری واقعے پر موقوف ہوتا ہے۔ جس کے پیش آنے کا بھی احتمال ہو، اور پیش نہ آنے کا بھی۔

(۴) قمار میں جو مال داؤ پر لگایا جاتا ہے، یا تو وہ بغیر کسی معاوضے کے دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں داؤ پر لگانے والے کا خالص نقصان ہوتا ہے، یا پھر دوسرے کا کچھ مال اس کے پاس بغیر معاوضے کے آ جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کا خالص نقصان ہوتا ہے۔ جس کسی معاملے میں یہ چار عناصر پائے جائیں گے، وہ قمار میں داخل ہوگا، اور شرعاً حرام ہوگا...... یوں تو اس معاملے کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں، لیکن قمار کی دو قسمیں نمایاں ہیں:۔

۱۱۔ قمار کی پہلی قسم وہ ہے جس میں کوئی ایک فریق یقینی طور پر کوئی ادائیگی کرنے کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ ہر فریق کی طرف سے ادائیگی کسی غیر یقینی واقعے پر موقوف ہوتی ہے، مثلاً الف اور ب کے درمیان کوئی ریس یا مقابلہ ہوتا ہے، اور دونوں ابتداء ہی سے یہ معاہدہ کر لیتے ہیں، کہ جو فریق ہار گیا، وہ جیتنے والے فریق کو مثلاً ایک ہزار روپے ادا کریگا۔

۱۲۔ اس مثال میں کسی بھی فریق کی طرف سے کوئی ادائیگی یقینی نہیں ہے، بلکہ ایک غیر یقینی واقعے یعنی ہار جیت پر موقوف ہے۔ اسی طرح مختلف غیر یقینی واقعات پر جو شرطیں پائی جاتی ہیں، وہ بھی اسی قسم میں داخل ہیں۔ مثلاً زید عمر سے کہتا ہے کہ فلاں مقابلے میں اگر الف جیت گیا تو میں تمھیں ایک ہزار روپے دوں گا، اور اگر ب جیت گیا تو تم مجھے ایک ہزار روپے ادا کرنا۔ یہ بھی اسی قسم کا قمار ہے کہ ہر فریق کی طرف سے ادائیگی ایک غیر یقینی شرط پر موقوف ہے۔

۱۳۔ لیکن اس قسم کے قمار ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ادائیگی دونوں طرف سے طے کی گئی ہو، اگر ادائیگی محض یک طرفہ ہوئی تو یہ قمار نہیں۔ مثلاً زید عمر سے یہ کہتا ہے کہ اگر الف جیت گیا۔ تو میں تمھیں ایک ہزار روپے دوں گا۔ لیکن الف کے ہارنے کی صورت میں عمر کے ذمے کوئی ادائیگی لازم نہیں کی جاتی، تو یہ یک طرفہ شرط ہے، جو قمار میں داخل نہیں۔

۱۴۔ قمار کی دوسری قسم وہ ہے، جس میں ایک فریق کی طرف سے ادائیگی معین اور یقینی ہوتی ہے اور دوسری طرف سے غیر یقینی۔ اور جو فریق یقینی طور پر ادائیگی کرتا ہے، وہ درحقیقت اپنے مال کو اس طرح داؤ پر لگاتا ہے کہ یا تو داؤ پر لگایا ہوا مال کسی معاوضے کے بغیر

چلا جائے گا، یا پھر وہ اپنے سے زیادہ مال بلا معاوضہ کھینچ لائے گا۔

۱۵۔ قمار کی اس دوسری قسم میں وہ لاٹریاں اور ریفل وغیرہ داخل ہیں جن میں حصہ لینے والوں کو کچھ رقم ابتداء میں ادا کرنی پڑتی ہے، خواہ فیس کی شکل میں، یا ٹکٹوں کی خریداری کی شکل میں، یا کسی اور طرح۔ پھر مخصوص رقموں کی قرعہ اندازی کر کے وہ رقمیں ان لوگوں کے درمیان تقسیم کی جاتی ہیں، جن کا نام قرعہ میں نکل آئے۔ چنانچہ اگر قرعہ میں نام نہ آئے تو ابتداء میں لگائی ہوئی رقم کسی معاوضے کے بغیر چلی جاتی ہے، اور اگر قرعے میں نام نکل آئے تو وہ اپنے سے بہت زیادہ رقم بلا معاوضہ کھینچ لاتی ہے۔

۱۶۔ قمار کی ان دونوں قسموں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر ہم قمار کی نپی تلی قانونی تعریف کرنا چاہیں تو وہ کچھ اس طرح ہوگی:

"قمار ایک سے زائد فریقوں کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں ہر فریق نے کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر اپنا کوئی مال (یا تو فوری ادائیگی کر کے یا ادائیگی کا وعدہ کر کے) اس طرح داؤ پر لگایا ہو کہ یا تو وہ مال بلا معاوضہ دوسرے فریق کے پاس چلا جائے گا، یا دوسرے فریق کا مال پہلے فریق کے پاس بلا معاوضہ آجائیگا"۔

۱۷۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ قرعہ اندازی اور قمار ایک چیز نہیں ہیں، لیکن بعض صورتوں میں قرعہ اندازی کی قمار کے مقاصد میں استعمال کر لیا جاتا ہے، لہٰذا صرف وہ قرعہ اندازی قمار ہوگی جس پر قمار کی مذکورہ بالا تعریف صادق آئے۔ لیکن جہاں قمار کی یہ حقیقت موجود نہ ہو، اور کسی جائز مقصد کے حصول کے لیے قرعہ اندازی کی جائے تو نہ وہ قمار ہے، اور نہ اسے شرعاً ناجائز کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر حکومت بے گھر افراد کے درمیان زمین کے پلاٹ تقسیم کرنا چاہتی ہے، پلاٹ محدود ہیں اور بے گھر افراد بہت زیادہ ہیں تو قرعہ اندازی کر کے تقسیم کرنا بلاشبہ جائز ہے، اور اسے ہرگز قمار نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ قمار کی مذکورہ بالا تعریف اور حقیقت اس پر صادق نہیں آتی۔

۱۸۔ دوسری بات یہ ہے کہ "قمار" کی حقیقت کا ایک لازمی عنصر یہ ہے کہ اس میں متعلقہ غیر یقینی واقعہ پیش نہ آنے کی صورت میں داؤ پر لگی ہوئی رقم بلا معاوضہ دوسرے فریق کے پاس چلی جاتی ہے، اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا۔ لہٰذا اگر کسی رقم کا پورا پورا معاوضہ ملنا ہر صورت میں یقینی ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ رقم داؤ پر لگائی گئی ہے۔ یا اسے خطرے میں ڈالا گیا ہے۔ اور چونکہ اس قسم کا "خطرہ" قمار کا لازمی حصہ ہے۔ اس لیے جو معاملہ ایسے خطرے سے خالی ہو اس کو قمار نہیں کہا جا سکتا۔

۱۹۔ لہٰذا بہت سے تاجر اپنی مصنوعات یا مال تجارت کے فروغ کے لیے کوپنوں یا خالی ڈبوں وغیرہ کے نمبروں کی بنیاد پر قرعہ اندازی کے ذریعے جو انعامات تقسیم کرتے ہیں ان کو ہر حالت میں قمار نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر خریداروں سے ان مصنوعات کی وہی بازاری قیمت طلب کی گئی ہے۔ جو انعامی اسکیم کے بغیر بھی طلب کی جاتی تو اس قسم کا انعام قمار نہیں ہے۔ مثلاً ایک چائے کے ڈبے کی عام بازاری قیمت تیس روپے ہے اور انعامی اسکیم میں بھی وہ ڈبہ تیس ہی روپے کا بیچا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ جس ڈبے سے ایک مخصوص نمبر کا کوپن برآمد ہوگا، اسے فلاں انعام دیا جائیگا۔ تو یہ قمار نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خریدار کے تیس روپے یا ان کا کوئی حصہ کسی بھی وقت داؤ پر نہیں لگے بلکہ خریدار کو تیس روپے کا پورا پورا معاوضہ چائے کے ڈبے کی صورت میں یقینی

طور سے مل گیا۔اب اگر اس کا انعام نہ نکلے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔کیونکہ وہ اپنی خرچ کی ہوئی رقم کا معاوضہ وصول کر چکا ہے۔ "قمار" کے لیے چونکہ یہ ضروری ہے کہ ہارنے کی صورت میں اس کی لگائی ہوئی رقم بلا معاوضہ دوسرے فریق کو ملے اور یہاں خریدار کو پورا معاوضہ مل چکا ہے اس لیے یہ تاجر کی طرف سے محض یک طرفہ انعام ہے قمار میں داخل نہیں ہے۔لہٰذا فاضل وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں اس صورت کو جو قمار میں داخل کیا گیا ہے۔وہ شرعی احکام کی صحیح تشریح نہیں ہے۔

۲۰۔ البتہ اگر انعامی اسکیم کے تحت فروخت کی جانے والی اشیاء کی قیمت بازاری قیمت سے زائد مقرر کی گئی ہو،مثلاً جس چائے کے ڈبے کی عام قیمت تیس روپے ہے اگر اس کو انعامی اسکیم کے تحت چالیس روپے میں فروخت کیا جارہا ہے۔تو اس صورت میں خریدار کے دس روپے انعامی اسکیم کے تحت داؤ پر لگ رہے ہیں کیونکہ چائے کا ڈبہ تو اسے تیس روپے میں بھی مل سکتا ہے۔یہ زائد دس رپے وہ انعام کی خاطر داؤ پر لگا رہا ہے۔چنانچہ اگر اس کا انعام نہ نکلا تو یہ دس روپے بلا معاوضہ اور بیکار چلے جائیں گے۔اس لیے اس صورت پر قمار کی تعریف صادق آتی ہے اور اس قسم کی انعامی اسکیم قمار میں داخل ہونے کی بنا پر حرام ہے۔

۲۱۔ قمار کی تعریف اور حقیقت واضح ہوجانے کے بعد اب میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کی ان دفعات کی طرف آتا ہوں جو زیر نظر مقدمے میں زیر بحث ہیں۔

۲۲۔ دفعہ ۲۹۴۔اے میں تمام لاٹریوں کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے البتہ جو لاٹری سرکار نے خود جاری کی ہو یا جسے صوبائی حکومت کی اجازت حاصل ہو اس کو اس دفعہ کے احکام سے مستثنیٰ کر کے اسکی اجازت دی گئی ہے۔

۲۳۔ "لاٹری" کی کوئی تعریف مجموعہ تعزیرات پاکستان میں نہیں کی گئی،اس لیے اس کی تعریف معلوم کرنے کے لیے ڈکشنری کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔لیکن انگریزی کی مختلف ڈکشنریوں میں "لاٹری" کی تعریف مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔مثلاً چیمبرس ڈکشنری میں ''لاٹری'' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

"An arrangement for distribution of prizes by lot: a matter of chance"

''یعنی قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات کی تقسیم کا کوئی انتظام یا کوئی بھی معاملہ جو کسی اتفاقی واقعے پر موقوف ہو''۔

۲۴۔ اگر "لاٹری" کی یہ تعریف لی جائے تو اس میں قمار بھی داخل ہو سکتا ہے۔اور جائز قرعہ اندازی بھی۔کیونکہ اس تعریف میں "انعامات کی تقسیم" کو بالکل عام رکھا گیا ہے۔خواہ وہ لاٹری کے ٹکٹ خریدنے کی بنیاد پر تقسیم کیے جارہے ہوں یا کسی خریداری کے بغیر دونوں صورتوں میں اسے "لاٹری" قرار دیا گیا ہے۔شرعی نقطۂ نظر سے اگر انعامات کی یہ تقسیم ٹکٹوں کی خریداری ہی کے درمیان ہو تو یہ قمار میں داخل ہوگی کیونکہ اس میں اس قمار کی وہ حقیقت موجود ہے جس کی تشریح اوپر کی گئی ہے۔لیکن اگر کوئی شخص کسی ٹکٹ کی خریداری اور معاوضے کے بغیر کچھ لوگوں میں رضا کارانہ طور پر کچھ محدود انعامات تقسیم کرنا چاہتا ہو اور صرف اس لیے قرعہ اندازی کر رہا ہو۔تا کہ بہت سے لوگوں میں سے کچھ لوگ انعام کے لیے متعین کیے جاسکیں اور قرعہ اندازی میں حصہ لینے والوں کو کوئی ادائیگی کرنی نہ پڑے تو یہ

قرعہ اندازی مذکورہ بالا تعریف کی رو سے لاٹری ہے ۔لیکن قمار نہیں ہے ۔ایسی قرعہ اندازی کو ہم آگے اس فیصلے میں "رضا کارانہ قرعہ اندازی" کہیں گے ۔لاٹری کی اسی تعریف کی بنا پر فاضل فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں یہ کہا گیا ہے کہ لاٹریاں جائز بھی ہو سکتی ہیں اور ناجائز بھی ۔لیکن لاٹری کی یہ تعریف اگرچہ بعض ڈکشنریوں میں درج ضرور ہے، مگر عام استعمال میں "رضا کارانہ قرعہ اندازی" کے لیے لاٹری کا لفظ اکثر استعمال نہیں ہوتا ۔ بلکہ زیادہ تر اسی قرعہ اندازی کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔جس میں انعامات جیتنے کے لیے شرکاء کو کوئی ٹکٹ وغیرہ خریدنا پڑتا ہے ۔یا کسی اور طرح کوئی ادائیگی کرنی پڑتی ہے اور جو رقم داؤ پر لگانے کی وجہ سے قمار میں داخل ہے چنانچہ ویبسٹر (Webster) کی ڈکشنری میں یہ بات واضح کردی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :۔

" A distribution or,or scheme for distributing prizes as determind by chance or lot, especially where such chances are alloted by sale of tickets; hence any chance disposition of any matter" (Webster 1977v.2,p. 753, 754)

یعنی "انعامات کی تقسیم یا اس کی کوئی اسکیم جس میں انعام کا تعین کسی چانس یا قرعہ اندازی کے ذریعے کیا گیا ہو، خاص طور پر جبکہ چانس ٹکٹوں کی فروخت کے ذریعے الاٹ کیے گئے ہوں ۔ چنانچہ "لاٹری" کسی بھی معاملے کے ایسے تصفیے کو بھی کہتے ہیں جو کسی چانس کے ذریعے کیا جائے"۔

اس ڈکشنری نے یہ واضح کردیا کہ اگرچہ "لاٹری" کا لفظ ڈکشنری کی رو سے "رضا کارانہ قرعہ اندازی" پر بھی بولا جاتا ہے لیکن اس کا خصوصی استعمال اسی معاملے کے لیے ہوتا ہے ۔جس میں انعام حاصل کرنے کا چانس کچھ ادائیگی کرکے خریدا گیا ہو۔ چونکہ "رضا کارانہ قرعہ اندازی" کے معنی میں "لاٹری" کا لفظ بہت کم استعمال ہوتا ہے اس لیے بعض مختصر ڈکشنریوں نے "لاٹری" کی تعریف کرتے ہوئے "رضا کارانہ قرعہ اندازی" کے معنی کی گنجائش نہیں رکھی ۔مثلاً آکسفورڈ کی مختصر ڈکشنری میں "لاٹری" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے :۔

"Arrangement for distributing prizes by chance among purchasers of numbered tickets" (Prcket Oxford Dictionary (6th ed. 1978) p.516)

یعنی :"نمبر لگے ہوئے ٹکٹوں کے خریداروں کے درمیان چانس کی بنیاد پر انعامات کی تقسیم کا انتظام"۔

(۴۵) چنانچہ جب قانون میں "لاٹری" کا لفظ استعمال کیا گیا تو "لاٹری" کے یہی محدود معنی لیے گئے جس میں "رضا کارانہ قرعہ اندازی" شامل نہیں، چنانچہ انگریزی کی عام ڈکشنریوں سے ہٹ کر اگر قانون کی ڈکشنری کی طرف رجوع کیا جائے تو اس میں عموماً "لاٹری" کی ایسی تعریف کی گئی ہے جو "رضا کارانہ قرعہ" کو شامل نہیں ہوتی، بلیک کی قانونی ڈکشنری میں "لاٹری" کی بڑی خوبصورت اور مختصر تعریف اس طرح کی گئی ہے :۔

"A chance for a prize for a price."

" کسی قیمت کے بدلے انعام حاصل کرنے کا موقع (چانس) حاصل کرنا" اس تعریف کا تجزیہ کرتے ہوئے اسی ڈکشنری میں آگے کہا گیا ہے کہ:۔

Essential elements of a lottery are consideration, prize and chance and any scheme or device by which a person for a consideration is permitted to receive a prize or Predominatly by chance".(Black's Law nothing as many be determined Dictionary 5th ed.P.853)

یعنی: "لاٹری کے لازمی عناصر تین ہیں، ایک مالی معاوضہ (جو داؤ پر لگایا جاتا ہے) دوسرے انعام اور تیسرے چانس۔ اور لاٹری ہر اس اسکیم اور طریقے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی شخص کو کسی مالی معاوضے کے بدلے اس بات کا موقع دیا جاتا ہے کہ یا تو وہ انعام حاصل کرلے یا کچھ حاصل نہ کرے۔ اور اس کا فیصلہ کلی طور پر چانس کے ذریعے کیا جاتا ہے"

(۲۶) اسی ڈکشنری میں "لاٹری" کی اور بھی بہت سی تعریفیں نقل کی گئی ہیں جو مختلف مغربی ملکوں کے قوانین یا ان کی عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں کی ہیں۔ ان تمام تعریفات میں یہ عنصر لازمی طور پر شامل ہے کہ اس میں انعام کی توقع رکھنے والا کچھ رقم ضرور داؤ پر لگاتا ہے۔ اور ان تعریفات میں رضا کارانہ قرعہ اندازی کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے، اور وہ سب قمار میں داخل ہیں۔ لہٰذا اگرچہ انگریزی زبان کے نقطۂ نظر سے "لاٹری" کے مفہوم میں "رضا کارانہ قرعہ اندازی" اصلاً شامل ہو، لیکن جب "لاٹری" کا لفظ ایک قانونی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جائے، تو وہ صرف انھی صورتوں کو شامل ہوتا ہے جو "بلیک" کی ڈکشنری میں بیان کی گئی ہیں، اور جو واضح طور پر قمار کی تعریف میں داخل ہیں۔

(۲۷) لہٰذا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے میں "لاٹری" کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ وہ درحقیقت اسی قانونی معنی میں استعمال ہوا ہے، جو بلیک کی ڈکشنری کے حوالے سے اوپر بیان کیے گئے، جسکی واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی غریب علاقے کے لوگوں میں اپنی جیب سے بلا معاوضہ عطیات تقسیم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کرے، یا کسی امتحان میں پاس ہونے والے طلبہ کے درمیان انعامات تقسیم کرنے کے لئے قرعہ اندازی کرے، جبکہ شرکاء سے کوئی فیس وغیرہ طلب نہ کی گئی ہو تو مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے کے تحت اس کو جرم قرار نہیں دیا جا سکتا، اور نہ اس عمل کو جرم قرار دینا قانون کا منشاء ہے، اس سے صاف اور واضح ہے کہ دفعہ ۲۹۴۔اے میں ''لاٹری'' کے وہ وسیع تر معنی مراد نہیں لئے گئے جو بعض انگریزی کی ڈکشنریوں میں درج ہیں، اور جن میں ''رضا کارانہ قرعہ اندازی'' بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کی بجائے یہاں ''لاٹری'' کا وہ قانونی مفہوم مراد لیا گیا ہے۔ جس میں صرف ایسی اسکیم داخل ہے۔ جس میں انعام کا موقع حاصل کرنے والے کو ٹکٹ وغیرہ خرید کر کچھ رقم داؤ پر لگانی پڑتی ہو، اور ایسی ہر اسکیم چونکہ قمار میں داخل ہے، اس لئے دفعہ ۲۹۴۔اے میں صرف اسی لاٹری کا ذکر ہے، جو شرعاً بھی حرام ہے، اور فاضل وفاقی شرعی عدالت کا نقطۂ نظر درست نہیں ہے۔ کہ جس لاٹری کا ذکر دفعہ ۲۹۴۔اے میں آیا ہے، وہ جائز اور ناجائز دونوں قسم کی ہو سکتی ہے۔

۲۸۔ اور جب دفعہ ۲۹۴۔اے مذکورہ لاٹری بالکلیہ حرام ہے، اور شرعاً اس کی کوئی صورت جائز نہیں ہے۔ تو وہ جس طرح عام باشندوں کے لئے حرام ہے، اسی طرح حکومت کے لئے بھی حرام ہیں، اور حکومت کو اسلامی احکام کی رو سے یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ خود اس قسم کی کوئی لاٹر جاری کرے، یا اس قسم کی کوئی لاٹری جاری کرنے کی اجازت دے۔ لہٰذا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے کے یہ الفاظ کہ:۔

"not being a state lottery or lottery authorized by the Provincial Government"

جن کے ذریعے حکومت کو یا صوبائی حکومت کے اجازت یافتگان کو ایسی لاٹری جاری کرنے کا قانونی حق دیا گیا ہے، قرآن وسنت کے احکام کے بالکل منافی ہیں۔

۲۹۔ اب قبل اس کے کہ میں دفعہ ۲۹۴۔بی پر گفتگو کروں، یہاں ایک اور نکتے کی وضاحت مناسب ہوگی اور وہ یہ کہ اگرچہ دفعہ ۲۹۴۔اے کے تحت بیان کردہ ہر لاٹری قمار میں داخل اور شرعاً حرام ہے، لیکن ''قمار'' لاٹری سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے، اور یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ قمار کی ہر شکل لاٹری میں داخل ہو، بلکہ قمار کی جو حقیقت اس فیصلے کے پیراگراف نمبر ۱۰ سے پیراگراف نمبر ۱۶ تک بیان کی گئی ہے، اس کے پیش نظر قمار لاٹری کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً دو شخص اگر کسی کھیل میں یہ شرط لگائیں کہ دونوں میں سے جو شخص بھی ہار گیا، وہ جیتنے والے کو ایک ہزار روپے ادا کریگا، تو یہ معاملہ اگرچہ لاٹری نہیں کہلائے گا، لیکن قمار میں داخل ہوگا، اور حرام ہوگا۔ لہٰذا اگر دفعہ ۲۹۴۔اے میں قمار کی تمام صورتوں کو قانوناً ممنوع قرار دینے کی غرض سے اس دفعہ میں ''لاٹری'' کے بجائے ''قمار'' کا لفظ استعمال کیا جائے تو یہ زیادہ مناسب اور قرآن وسنت کے احکام کے زیادہ مطابق ہوگا۔ البتہ ایسی صورت میں ''قمار'' کی جامع ومانع تعریف بھی قانون میں ذکر کرنی ہوگی۔ اور یہ تعریف ان خطوط پر مقرر کی جاسکتی ہے۔ جو اس فیصلے کے پیراگراف نمبر ۱۶ میں بیان کئے گئے ہیں۔ نیز اس دفعہ میں لاٹری جاری کرنے کی سزا زیادہ سے زیادہ چھ ماہ قید مقرر کی گئی ہے، حالانکہ ''قمار'' کبیرہ گناہوں میں سے ایسا گناہ ہے۔ جس کو قرآن کریم نے بت پرستی اور شراب نوشی جیسے گناہوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس جرم کی بعض صورتیں نہایت سنگین بھی ہوسکتی ہیں، اس لئے مناسب یہ ہے۔ کہ قمار کی زیادہ سے زیادہ سزا کی مقدار میں اضافہ کیا جائے۔

۳۰۔ اب میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔بی کی طرف آتا ہوں، اس دفعہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

" Whoever offers, or undertakes to offer in connectin with any trade of business for sale of any commodity, any prize, reward or other similar consideration, by whatever name called,wheter in money or kind, against any coupon, ticket number of figure, or by any other device as an inducement or encouragement to trade or business or to the buying of any commodity, or for the purpose of advertisement or popularizing any commodity ,and whoever publishers any such offer, shall be punishable with imprisonment of either description for a term which may extend to six months,or with fine, or with both."

اس دفعہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بعض تاجر اپنی اشیاء کی خریداری کی ترغیب دینے کے لئے خریداروں کو کوپنوں اور ٹکٹوں کی بنیاد پر جو انعامات تقسیم کرتے ہیں، اس دفعہ میں اس کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۳۱۔ فاضل فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلے میں اس دفعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ قرار دیا ہے۔ کہ اگر کوئی تاجر کسی چیز کی فروخت کے ساتھ کوئی اور چیز مفت بطور ترغیب دے دیتا ہے۔ تو یہ شرعاً جائز ہے۔ لیکن فروخت شدہ مصنوعات میں سے کسی میں کوئی خفیہ نمبر رکھ کر اس نمبر پر انعام کا اعلان کرنا چونکہ ایک اتفاق (CHANCE) کا کھیل ہے، اس لئے قمار میں داخل اور ناجائز ہے۔

۳۲۔ فاضل فیڈرل شریعت کورٹ کے اس نقطۂ نظر سے اتفاق ممکن نہیں، ہم قمار کی حقیقت واضح کرتے ہوئے پیچھے یہ بتا چکے ہیں۔ کہ ہر وہ انعام حاصل جو کسی غیر یقینی واقعے پر دیا جائے، قمار نہیں ہوتا، بلکہ قمار کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ غیر یقینی انعام حاصل کرنے کے لئے کوئی رقم اس طرح داؤ پر لگائی جائے کہ انعام ہار جانے کی صورت میں وہ رقم بھی کسی معاوضے کے بغیر چلی جائے۔ اور پیچھے پیراگراف نمبر ۱۸ و نمبر ۱۹ میں ہم یہ بھی قرار دے چکے ہیں۔ کہ اگر خریدار کو اپنی ادا کی ہوئی قیمت کا پورا معاوضہ بہر صورت مل جاتا ہو تو اس صورت میں قرعہ اندازی یا خفیہ نمبروں وغیرہ کی بنیاد پر دیا جانے والا انعام قمار میں داخل نہیں ہے۔ البتہ اگر اس قسم کی انعامی اسکیم میں اشیاء خریداری کی قیمت معمول سے زیادہ مقرر کی گئی ہو، مثلاً جس چیز کی بازاری قیمت تیس روپے ہے، انعامی اسکیم کے تحت اس کی قیمت چالیس مقرر کر دی گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ خریدار یہ زائد دس روپے محض غیر یقینی انعام کی خاطر داؤ پر لگا رہا ہے، اس لئے یہ انعامی اسکیم قمار میں داخل اور حرام ہوگی۔

۳۳۔ لہٰذا قرآن وسنت کے احکام کے لحاظ سے صحیح شرعی پوزیشن وہ نہیں ہے۔ جو فاضل فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلے کے پیراگراف نمبر ۲۲ میں بیان کی ہے، بلکہ صحیح شرعی پوزیشن یہ ہے۔ کہ تاجر صنعت کار اپنی مصنوعات یا اشیاء کی خریداری پر کسی انعامی اسکیم کا اعلان کریں۔

تو اس میں فیصلہ کن بات یہ ہے۔ کہ وہ خریداروں سے جو قیمت وصول کر رہے ہیں۔ وہ عام بازاری قیمت یا معقول حد تک اس کے قریب قریب ہے، یا نہیں؟ اگر انعامی اسکیم کے تحت مقرر کردہ قیمت اس چیز کی معمولی (NORMAL) قیمت سے واضح طور پر زائد ہے۔ تو شرعاً ایسی اسکیم ناجائز ہوگی، لیکن اگر قیمت معمول سے زائد مقرر نہیں کی گئی، تو ایسی انعامی اسکیم شرعاً جائز ہے، خواہ انعام کی تقسیم کے لئے قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کیا جائے، یا کسی ٹکٹ یا کوپن یا خالی ڈبے کے نمبروں کے اعتبار سے انعام تقسیم کیا جائے۔

۳۴۔ اس طرح دفعہ ۲۹۴۔ بی نے ایسی انعامی اسکیموں کو بھی قانوناً ناجائز قرار دے دیا ہے۔ جو شرعاً جائز ہیں۔ اور قمار میں داخل نہیں اور "لاٹری" کے سیاق وسباق میں ایسی اسکیموں پر پابندی عائد کرنے سے سمجھا یہی جائے گا کہ ان اسکیموں کو بھی قمار یا ناجائز لاٹری میں شامل قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طرح قمار کے شرعی مفہوم کے مشتبہ ہونے کا امکان موجود ہے۔

لہٰذا یہ دفعہ اس لحاظ سے اسلامی احکام کے مطابق نہیں ہے۔ کہ اس میں اُن انعامی اسکیموں کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

جن میں خریداروں کو اشیاء معمول کی بازاری قیمت پر فراہم کی گئی ہوں، اور محض ترغیب کی خاطر کوئی انعام اضافی طور پر دیا جاتا ہو۔

نتائج بحث:۔

مذکورہ بالا بحث کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔اے کے صرف مندرجہ ذیل الفاظ قرآن وسنت کے احکام سے متصادم ہیں، یعنی:۔

"not being a state lottery or a lottery authorised by the Provincial Government."

ان الفاظ کے سوا دفعہ کے دوسرے الفاظ میں قرآن وسنت کے منافی کوئی بات نہیں ہے، البتہ مناسب یہ ہے۔ کہ اس دفعہ میں "Lottery" کے بجائے ''قمار'' (Qimar) کے الفاظ استعمال کر کے قمار کو بالکلیہ ممنوع قرار دیا جائے، خواہ قمار لاٹری کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں اور قمار کی تعریف بھی قانون میں درج کی جائے، جو اس فیصلے کے پیراگراف نمبر 16 میں بیان کردہ تعریف کے خطوط پر ہونی چاہئے۔

(۲) مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۴۔بی میں اگرچہ بعض ایسی انعامی اسکیموں پر بھی پابندی عائد کی گئی ہے، جو شرعاً ناجائز نہیں ہیں، اسلامی احکام کی رو سے اس دفعہ کی پابندی کو صرف ایسی انعامی اسکیموں کی حد تک محدود ہونا چاہئے جن میں خریداروں سے اشیاء کی قیمت معمول سے زیادہ وصول کر کے انعام کا لالچ دیا گیا ہو۔

(۳) پرائز بانڈ کے بارے میں فاضل فیڈرل شریعت کورٹ نے جو تبصرہ کیا ہے، وہ چونکہ ایسے وقت میں کیا گیا ہے۔ جبکہ پرائز بانڈ کے قانون کا جائزہ لینا اس کے دائرۂ اختیار سے باہر تھا، اس لئے وہ زیر نظر مقدمے میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کا قانوناً موثر حصہ (Operative Part) نہیں ہے، بلکہ ایک ضمنی تبصرہ (Observation) ہے۔

(۴) چونکہ قمار بازی ایک گناہ کبیرہ ہے، اور اس کی بعض صورتیں نہایت سنگین بھی ہو سکتی ہیں، اس لئے مناسب یہ ہے۔ کہ اس کی سزا کی انتہائی مقدار میں جو اس وقت دفعہ ۲۹۴۔اے کی رو سے چھ ماہ قید ہے، مناسب اضافہ کیا جائے۔

فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں صرف ان ترمیمات کی حد تک یہ اپیل جزوی طور پر منظور کی جاتی ہے، اور باقی امور میں یہ اپیل مسترد کی جاتی ہے۔ یہ فیصلہ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۹۲ء کو مؤثر ہو جائے گا۔ جس کے بعد دفعہ ۲۹۴۔اے اور بی کے جن حصوں کو قرآن وسنت کے منافی قرار دیا گیا ہے، وہ بے اثر ہو جائیں گے۔

المباحث الاسلامیة خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں خود خریدار بنیں دوسرے کو خریدار بنائیں کہ یہ بھی دینی خدمت ہے۔ شکریہ